اسلام اور مغرب

حافظ صلاح الدین یوسف

فتنۂ اِمامت زَن

استعمار اور اس کے کارندوں کا کردار

پچھلے دِنوں نیویارک، امریکہ میں چند مغرب زدہ خواتین وحضرات نے ایک چرچ میں جمع ہوکر ایک عورت کی امامت میں نماز پڑھی۔ ظاہر بات ہے کہ یہ حرکت اسلامی تعلیمات کے بھی یکسر خلاف تھی اور چودہ سو سالہ مسلماتِ اسلامیہ سے انحراف بھی۔ جس پر بجا طور پر عالم اسلام میں اضطراب وتشویش کی لہر دوڑ گئی اور اسے مغربی استعمار کی ایک سازش سمجھا گیا اور اس حرکت کا ارتکاب واہتمام کرنے والوں کو ان کا کارندہ قرار دیا گیا کیونکہ ہدایت کار (ڈائریکٹر) تو وہی تھے، اور یہ 'نمازیانِ استعمار' تو صرف اداکار تھے۔

لیکن ہمارے ملک میں بھی متعدد گروہ ایسے ہیں جو یہاں بھی وہی کام کررہے ہیں جو اسلام دشمن طاقتوں (مغربی استعمار) کا ایجنڈہ ہے۔ کچھ تو ان کے ایسے گماشتے ہیں جو بالکل ظاہر ہیں اور وہ اپنے کو چھپاتے بھی نہیں ہیں، کیونکہ ان کو اپنی فرنگیت مآبی پر فخر بھی ہے اور اس کے پرچار کو وہ ملک وقوم کی ترقی کے لئے ناگزیر بھی سمجھتے ہیں۔ کچھ ایسے ہیں جو ان کے تنخواہ دار یا 'ایڈ' یافتہ ایجنٹ ہیں۔ اُنہوں نے مختلف ناموں سے تعلیمی ادارے یا این جی اوز بنائی ہوئی ہیں اور ان کی آڑ میں مغرب کے مشن کو یہاں فروغ دے رہے ہیں۔ اور بدقسمتی سے ایک گروہ ایسا بھی ہے جس نے لبادہ مذہب کا اوڑھا ہوا ہے اور علم وتحقیق کا فروغ اس کا دعویٰ ہے، لیکن کام اس کا بھی وہی جو مذکورہ دو گروہوں کا ہے یا اس کے نتائج 'تحقیق' بھی وہی نکلتے ہیں جو استعمار کو مطلوب ہیں۔ چنانچہ یہ گروہ ہر ایسے موضوع پر، جو استعمار کی ضرورت ہے اور جس سے وہ اسلامی معاشرے کو اسلامی اقدار وروایات سے بیگانہ کرکے مغربی تہذیب واقدار کا والہ وشیدا بنانا یا اس میں فکری انتشار پیدا کرنا چاہتا ہے۔ 'تحقیق' کے نام پر اسے بال وپر مہیا کرتا ہے، اس کے نین نقش سنوارتا ہے اور اس کو 'دلائل' سے آراستہ کرکے اس جرعہ تلخ کو

شیریں یا اس زہر ہلاہل کو آبِ حیات بنا کر پیش کرتا ہے۔

❁ چنانچہ دیکھ لیجئے! مغربی استعمار اسلامی سزاؤں کو (نعوذ باللہ) وحشیانہ سمجھتا اور قرار دیتا ہے، تو اس گروہ نے بھی حدِ رجم کا انکار کردیا، جب کہ یہ حد متواتر احادیث سے ثابت ہے اور اُمتِ مسلمہ کا اس پر اجماع ہے۔ لیکن یہ گروہ اس کے اسلامی حد ہونے کا انکار کرتا ہے اور اس پر دادِ تحقیق دیتا اور بہ زعم خویش 'دلائل' کا انبار لگاتا ہے۔ یہ استعمار کی ایک خدمت ہے جو یہ گروہ علم و تحقیق کے نام پر اور مذہب کا لبادہ اوڑھ کر سرانجام دے رہا ہے۔

❁ ناچ گانا اور موسیقی مغربی تہذیب کی روح اور اس کی غذا ہے۔ یہ گروہ ان بے حیائیوں کو بھی نہ صرف سندِ جواز مہیا کررہا ہے، بلکہ ان کوتاہ آستینوں کی دراز دستی کا یہ عالم ہے کہ اُنہوں نے پیکرِ حیا نبی آخرالزماں رسولِ اکرم ﷺ پر بھی...... جنہوں نے اپنے مقاصدِ بعثت میں ایک مقصد معازف و مزامیر (گانے بجانے کے آلات) کا مٹانا بھی بتایا ہے...... مغنیات کے گانے سننے کا الزام عائد کردیا ہے۔ (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ)

❁ تصویر سازی بھی مغرب کی اخلاق سوز، ایمان شکن اور حیا باختہ تہذیب کا بنیادی ستون ہے۔ اس گروہ نے بہ زعم خویش اس حرام کو بھی 'ماشاء اللہ چشم بددور' اپنے زورِ قلم اور استدلال کی فن کاریوں سے حلال کردکھایا ہے۔ ع ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند!

❁ انگریز کے خود کاشتہ پودے مرزا غلام احمد قادیانی علیہ ما علیہ کو اپنی جعلی نبوت کے اثبات کے لئے ضرورت تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزولِ آسمانی کا انکار کیا جائے۔ اس گروہِ 'اشراق' نے بھی مرزا قادیانی کی ہم نوائی کرتے ہوئے اس متواتر عقیدۂ نزولِ مسیح کا انکار کرکے عالمی استعمار کی کھڑی کردہ جعلی نبوت کی عمارت کو سہارا دیا۔

❁ ایک عورت کا مرد و زن کے مخلوط اجتماع میں، امامت کے فرائض ادا کرنا بھی ایک فتنہ اور اسلام کے صریح احکام سے انحراف کا شاخسانہ ہے۔ اس گروہ نے اس کی بھی تحسین کی اور مئی ۲۰۰۵ء کے ماہنامہ 'اشراق' لاہور میں اس انحراف و بغاوت کے جواز کے دلائل بھی مہیا فرما دیے گئے ہیں

نظر لگے نہ کہیں اُس کے دست و بازو کو یہ لوگ کیوں مرے زخم جگر کو دیکھتے ہیں

بہر حال اس گروہ کے اس طرزِ عمل کو استعمار پسندی اور اس کے استعماری مفادات کی پاسبانی کہہ لیجئے یا ایسا رویہ جسے اس دور میں صرف اسلام کی تصویر بگاڑنے سے غرض ہے۔ یہ گروہ ہر اُس بات کی تلاش میں رہتا ہے جس میں اسلام سے انحراف ہو یا اسلامی مسلمات کا انکار ہو پھر اس کے جواز میں ان کا قلم خار اشگافی شروع کردیتا ہے اور دلائل کو توڑ مروڑ کر استدلال کا تانا بانا اس طرح بُنا جاتا ہے کہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام باور کرا دیا جاتا ہے۔ مذکورہ تمام مثالوں میں اس کے نمونے دیکھے جاسکتے ہیں۔

امامتِ زن کی تحسین، بے مثال انصاف اور دانش و تحقیق کی مثال؟

'اشراق' کے محولہ مضمون سے بھی ہماری باتوں کی تائید ہوتی ہے۔ مثلاً دیکھئے مضمون کا آغاز ہی ان الفاظ سے ہوتا ہے:

"پچھلے دِنوں ایک نیک سیرت اور پڑھی لکھی خاتون نے نیویارک میں جمعہ کی نماز میں مردوں اور عورتوں کی امامت کی پاکستانی میڈیا میں ایک ہنگامہ بپا ہوگیا......"

ذرا غور فرمایئے، چودہ سو سالہ اسلامی مسلمات سے کھلم کھلا انحراف و بغاوت کرنے والی خاتون، جو انحرافی سوچ کی حامل بھی ہے اور اسلام دشمن طاقتوں کی ایجنٹ بھی (جس کی تفصیل ہفت روزہ 'ندائے ملت' لاہور کے دو شماروں میں شائع ہوچکی ہے۔ اس کی ضروری تلخیص مضمون کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں) وہ تو نیک سیرت ہے اور عہدِ رسالت مآب ﷺ میں رجم ہونے والے صحابی حضرت ماعزؓ اور صحابیہ حضرت غامدیہؓ اس گروہ کے 'امام' کے نزدیک 'نہایت بدخصلت غنڈہ اور پیشہ ور طوائف' (نعوذ باللہ) حالانکہ یہ دونوں اتنے پاکباز اور خوفِ الٰہی سے لرزاں و ترساں تھے کہ خود بارگاہِ رسالتؐ میں حاضر ہوکر ان دونوں نے اپنے آپ کو دنیوی سزا کے لئے پیش کیا، تاکہ وہ پاک ہوکر اللہ کے پاس جائیں۔ اور نبی ﷺ نے ان کی پاکیزگی اور صدق توبہ کی گواہی بھی دی۔ لیکن وہ پھر بھی بدمعاش کے بدمعاش اور پیشہ ور بدکار (نعوذ باللہ من هذه الهذیانات) اور ان کی زیر بحث 'اِمامن' یا اس تحریک کی سرغنہ ایک ولدالزنا کی ماں ہونے کے باوجود 'نیک سیرت'؟

کیا خوب انصاف ہے منحرفین کے اس گروہ کا اور کیسی عظیم دانش و تحقیق ہے ان کی؟

بے مثال 'انصاف' اور 'تحقیق' کی دوسری مثال

دوسری مثال اس گروہ کے عدل و انصاف اور تحقیق کی یہ ہے کہ حدِ رجم، جو متواتر احادیث سے بھی ثابت ہے اور اجماعِ اُمت سے بھی اور اس 'عملی تواتر اُمت' سے بھی جسے یہ گروہ 'سنت' سے تعبیر کرتا ہے، یعنی ان کے اپنے بنائے ہوئے پیمانے اور معیار سے بھی یہ حدِ رجم ثابت ہوتی ہے، لیکن اسے یہ نکال اور تعزیر کے طور پر تو مانتا ہے، البتہ اسے حدِ شرعی ماننے کے لئے تیار نہیں ہے۔ مگر دوسری طرف ایک ضعیف یا کم از کم ایک مختلف فیہ روایت کو بنیاد بنا کر عورتوں کی امامت کے فتنے کو جائز قرار دینے کی مذموم سعی کر رہا ہے، علاوہ ازیں اس روایت میں ایسے کوئی واضح الفاظ بھی نہیں ہیں جن سے یہ معلوم ہو کہ حضرت اُمّ ورقہؓ کے پیچھے نماز پڑھنے والے مقتدی مرد بھی ہوتے تھے، جیسا کہ آگے ہم ان شاء اللہ وضاحت کریں گے۔ جبکہ رجم کی روایات اس امر میں واضح ہیں کہ جن کو بھی رجم کی سزا دی گئی، وہ شادی شدہ تھے اور شادی شدہ ہونے کے باوجود ارتکابِ زنا کرنے ہی پر ان کو رجم کی سزا دی گئی تھی، لیکن یہ گروہ اس روزِ روشن سے زیادہ واضح حقیقت کا منکر ہے اور کہتا ہے کہ زنا کی سزا صرف ایک ہی ہے اور وہ سو کوڑے ہیں، زانی کنوارا ہو یا شادی شدہ۔

تیسری مثال

قرآنِ کریم میں ہے: ﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾ (سورۃ النور) ''زانی مرد اور زانی عورت، ہر ایک کو سو سو کوڑے مارو......''

قرآن کا یہ حکم عام ہے جس میں ہر قسم کے زانی شامل ہیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کے عمل اور فرمان سے قرآن کے اس عموم کی تخصیص ہوگئی اور یہ بات مسلّم ہوگئی کہ قرآن کی بیان کردہ زنا کی سزا اُن زانیوں کے لئے ہے جو کنوارے ہوں، اور شادی شدہ زانیوں کی سزا رجم ہے جو حدیث سے ثابت ہے، پوری اُمت نے حدیثِ رسولؐ سے قرآن کے اس عموم کی تخصیص کو تسلیم کیا اور اس پر اُمت کا اجماع ہوگیا۔ لیکن یہ گروہ کہتا ہے کہ یہ تو قرآن کی توہین ہے۔ قرآن کا عموم، رسول اللہ ﷺ کے عمل یا فرمان سے خاص نہیں ہوسکتا۔ وہ اس عملِ رسولؐ اور حدیثِ رسولؐ کو نعوذ باللہ قرآن پر زیادتی یا قرآن کا نسخ قرار دیتا اور کہتا ہے کہ یہ اختیار اللہ

کے رسولؐ کو بھی حاصل نہیں۔

دوسری طرف دیکھئے! قرآن عورتوں کی بابت کہتا ہے: ﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوْتِكُنَّ﴾ (الاحزاب:۳۳،۲۳) ''تم اپنے گھروں میں ٹک کر رہو'' یعنی بغیر ضروری حاجت کے گھر سے باہر نہ نکلو۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عورت کا دائرۂ عمل اُمورِ سیاست و جہاں بانی نہیں، معاشی جھمیلے نہیں، امامت و خطابت کے فرائض ادا کرنے نہیں، بلکہ گھر کی چاردیواری کے اندر رہ کر امورِ خانہ داری سرانجام دینا ہے۔

لیکن یہاں یہ گروہ حضرت اُمّ ورقہؓ کی حدیث سے، جس کی صحت بھی متفق علیہ نہیں، قرآنی حکم کے برعکس عورت کی امامت و خطابت کا اثبات کررہا ہے۔ رجم کی متواتر اور متفق علیہ روایات کے ماننے سے ان کے نزدیک قرآن کی برتری مجروح ہوتی ہے، لیکن ایک مختلف فیہ روایت کی بنیاد پر حکم قرآنی سے انحراف سے شاید اس لئے قرآن کی برتری مجروح نہیں ہوتی کہ اس انحراف سے بے توفیق فقیہانِ 'اشراق' یا استعمار کے مقاصد کی آبیاری ہوتی ہے۔

حضرت اُمّ ورقہؓ کی حدیث اور اس سے استدلال کی حقیقت

بہرحال ان چند مثالوں سے مقصود اس 'عدل و انصاف' کی وضاحت اور اس تضاد کی نشاندہی کرنا ہے جس کا مظاہرہ مذکورہ منحرفین کا گروہ کررہا ہے اور اس 'علم و تحقیق' کو آشکارا کرنا ہے جس پر یہ مدعیانِ علم و تحقیق فخر کا اظہار کرتا ہے۔ ورنہ قرآن و حدیث کا دلی احترام صحیح معنوں میں موجود ہو اور مسلماتِ اسلامیہ سے گریز و انحراف بھی ناپسندیدہ ہو تو پھر زیر بحث واقعہ امامتِ زن کی ناپسندیدگی اور اس کے اسلامی تعلیمات کے یکسر خلاف ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہوسکتا۔ اس نکتے کی وضاحت کے لئے چند باتیں پیش خدمت ہیں:

❶ حضرت اُمّ ورقہؓ کی اس حدیث میں، جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو نماز پڑھانے کی اجازت دی اور ان کے لئے ایک مؤذن بھی مقرر فرمایا، کئی اُمور قابل غور ہیں:

اوّل تو اس حدیث کی صحت متفق علیہ نہیں، محققین حدیث کی اکثریت نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے، تاہم بعض نے اسے 'حسن' تسلیم کیا ہے۔ ہم فی الحال اس کی اسنادی تحقیق سے گریز کرتے ہوئے اور اس کو حسن درجے کی روایت تسلیم کرتے ہوئے یہ عرض کریں گے کہ یہ

ایک استثنائی واقعہ ہے یا اس میں عموم ہے؟

ظاہر بات ہے کہ یہ ایک استثنائی صورت ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ نبی ﷺ کے زمانے میں بھی حضرت اُمّ ورقہ کے علاوہ کسی اور عورت کو اپنے محلے یا اپنے گھر میں اذان کے ساتھ نماز پڑھانے کا حکم نہیں دیا گیا؟ اسی طرح عہد ِصحابہ و تابعین سے لے کر آج تک اُمت ِمسلمہ میں اس کا کہیں اہتمام نہیں کیا گیا۔ اس لئے اس استثنائی واقعے کی بنیاد پر مغرب کے نظریۂ مساواتِ مرد وزن کو ثابت کرنے کا اور اسے 'آزادیٔ نسواں' کی تحریک کا پیش خیمہ بنانے کا جواز کیا ہے؟ اور کیا اس سے واقعی مغرب کے نظریۂ مساوات کا یا آزادیٔ نسواں کا اثبات ہوتا ہے؟ جن مردوں اور عورتوں نے یا اس کے پس پردہ ہدایت کاروں نے یہ کھڑاک رچایا ہے، ان کا مقصد تو اس امامت ِزن سے نظریۂ مساوات مرد وزن یا تحریک ِآزادیٔ نسواں ہی کا اثبات ہے۔ اسی لئے اس واقعے میں

''اُنہیں ریاستی طاقت کی آشیرداد حاصل تھی۔ اس چرچ کے، جہاں یہ نماز ادا کی گئی، چاروں اطراف امریکی پولیس پہرے دار بن کر کھڑی رہی۔''

(روزنامہ پاکستان میگزین، ہفت روزہ 'زندگی' ص ۳، ۲۷؍مارچ ۲۰۰۵ء)

اس سے واضح ہے کہ اس سازش کو استعمار کی حمایت حاصل ہے۔ علاوہ ازیں اس میں جس قسم کے لوگ پیش پیش تھے، اس کی تفصیل بھی عائشہ سروری نامی ایک خاتون کے ذریعے سے سنئے۔ اس خاتون نے امریکہ جاکر اور براہِ راست اصل لوگوں سے مل کر یہ تفصیل بیان کی ہے۔ یہ خاتون لکھتی ہے:

''اسریٰ نعمانی امریکی شہری اور طلاق یافتہ ہے اور دو بیسٹ سیلر کتابوں کی مصنفہ بھی۔ اسریٰ نعمانی مورگن ٹاؤن اور ورجینیا میں مقیم مسلمانوں کے نزدیک اس لئے زیادہ ناپسندیدہ ہے کہ ایک تو وہ مسلمان عورتوں کے حقوق کی متشدد حامی ہے اور دوسرا یہ کہ اس نے طلاق کے چند سال بعد ایک بیٹے کو بغیر نکاح کے جنم دیا...... اسریٰ نعمانی نے ڈاکٹر امینہ ودود سے مل کر مسجدوں میں مردوں کے برابر حقوق حاصل کرنے کی جدوجہد کا آغاز کیا جس سے مقامی مسلمانوں میں بہت شدید رنج اور ناراضگی کی لہر دوڑ گئی...... نمازِ جمعہ کی امامت کرانے میں اسریٰ نعمانی اور ڈاکٹر امینہ ودود نے اکٹھے مل کر جدوجہد کی ہے۔ امریکی قوانین اُنہیں اس سمت میں آگے بڑھنے میں بھرپور مدد فراہم

کررہے ہیں۔''   (بحوالہ اخبارِ مذکور: 'زندگی' ۲۷/ مارچ ۲۰۰۵ء)

عائشہ سروری کی بیان کردہ اس تفصیل سے وہ تکون سامنے آجاتی ہے جو اس سازش کی روحِ رواں ہے۔ اور وہ ہیں: ایک ناجائز بچے کی بدکار ماں۔ دوسری خود ڈاکٹر امینہ ودود (امامن اور خطیبن) اور تیسری امریکی حکومت۔ اور اب خود امامن اور خطیبن کا بیان ملاحظہ فرمائیں جو اس نے جمعے کے خطبے میں دیا۔ اس نے کہا:

''قرآن نے عورت اور مرد کو برابر کے حقوق عنایت فرمائے ہیں، لیکن مسلمان مردوں نے اسلامی تعلیمات کا چہرہ مسخ کردیا ہے اور عورت کو اس کے حقوق سے محروم کر رکھا ہے۔ یہ مرد عورت کو محض جنسی تفریح سمجھتے ہیں۔''   (اخبارِ مذکور)

اس پس منظر کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ حضرت اُمِ ورقہؓ کی مذکورہ حدیث کو جو ایک استثنائی صورت کی حامل ہے، امریکہ میں پیش آنے والے واقعے کے جواز میں پیش کرنا، قیاس مع الفارق ہے۔ اس واقعے کے اداکار و ہدایت کار تو مسجدوں میں مخلوط نماز کو رواج دے کر مغرب کے نظریۂ مساواتِ مرد و زن کو، مسلمان معاشروں ہی میں نہیں، بلکہ مسجدوں کے اندر بھی اسے نافذ کرنا چاہتے ہیں۔

کیا فقیہانِ 'اشراق' جو اِن باغیانِ اسلام کی اس مذموم حرکت کو سندِ جواز مہیا کرنے کے لئے کیل کانٹے سے لیس ہوکر میدانِ صحافت میں اُتر آئے ہیں، اسی مساوات کے حامی ہیں جس کے قائل امامتِ زن کے حامی یا اس کے بانی ہیں؟ اگر وہ اس مغربی مساوات کے قائل ہیں، پھر تو ان کی ہم نوائی قابل فہم ہے۔ اور اگر وہ اس مساوات کے قائل نہیں ہیں، تو پھر ان کی ہم نوائی کیوں؟ اور اس کی حمایت میں یہ سرگرمی کیوں؟ (اس کے جواب کے ہم منتظر رہیں گے!)

❷ دوسرا قابل غور پہلو حدیثِ زیر بحث میں یہ ہے کہ اس کے کسی بھی لفظ سے اس بات کا اثبات نہیں ہوتا کہ حضرت اُمّ ورقہؓ کے پیچھے کوئی مرد بھی نماز پڑھتا تھا۔ محض اس بات سے کہ ایک بہت بوڑھا شخص (شیخ کبیر) ان کے لئے اذان کہتا تھا، یہ استدلال نہیں کیا جاسکتا کہ وہ نماز بھی حضرت اُمّ ورقہؓ کے پیچھے پڑھتا ہوگا۔ اگرچہ بعض لوگوں نے یہ احتمال پیش کیا ہے، لیکن محض احتمال سے تو استدلال ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ ایک دوسرا احتمال یہ بھی تو ہے کہ اذان

دینے کے بعد وہ شیخ کبیر نماز مسجدِ نبویؐ میں ہی آ کر پڑھتے ہوں۔ اور یہ احتمال زیادہ قوی ہے کیونکہ مسجدِ نبویؐ میں نماز کی جو فضیلت ہے، وہ گھر میں نماز پڑھنے کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے۔ جب اس میں دونوں ہی احتمال ہیں، تو پھر اس احتمال کو ترجیح کیوں نہ دی جائے جو اسلامی تعلیمات کے مطابق بھی ہے اور صحابہ کرامؓ کے مزاج وسیرت کے موافق بھی۔

پھر اس واقعے سے عورتوں کا مردوں کی امامت کرنے کا جواز کس طرح ثابت ہوسکتا ہے؟

❸ تیسرا قابل غور پہلو یہ ہے کہ حضرت اُمّ ورقہؓ کی یہ حدیث، حدیث کی جس جس کتاب میں بھی آئی ہے، ان سب کو دیکھا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ کسی بھی محدث نے اس سے یہ استدلال نہیں کیا کہ عورت مردوں کی امامت کرسکتی ہے۔ اگر اس واقعے میں ایسا کوئی پہلو ہوتا تو کوئی تو محدث اس پہلو کا بھی اثبات کرتا، لیکن کسی ایک محدث نے بھی اس سے یہ مفہوم نہیں سمجھا جو ایک استعمار زدہ ٹولہ یا منحرفین کا گروہ اس سے کر رہا ہے۔

یہ حدیث ابوداود کے علاوہ السنن الکبریٰ للبیهقي، معرفة السنن والآثار للبیهقي، سنن دارقطني، ابن خزيمة اور مسند أحمد کی تبویب الفتح الرباني وغیرہ میں موجود ہے، کسی نے بھی اس حدیث پر ایسا باب قائم نہیں کیا جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ عورت مردوں کی امام ہوسکتی ہے یا حضرت اُمّ ورقہؓ کے پیچھے مرد بھی نماز پڑھتے تھے۔

❹ چوتھا قابل غور پہلو، حدیث کے الفاظ أن تؤم أهل دارها کا مفہوم ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دار کا لفظ کئی معنوں کے لئے آتا ہے۔ گھر کے لئے بھی، حویلی یا محلے کے مفہوم کے لئے بھی اور قبیلے کے لئے بھی۔ لیکن سیاق وسباق اور قرینے سے یہ تعین ہوگا کہ کس جگہ یہ کس معنی میں استعمال ہوا ہے؟ اس لئے یہ کہنا کہ گھر کے لئے یہ لفظ استعمال ہی نہیں ہوتا، یکسر غلط ہے۔ اس حدیث میں بھی یہ لفظ گھر ہی کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور اہل دار سے مراد صرف حضرت اُمّ ورقہؓ کے گھر کی عورتیں ہیں، جیسے کہ سنن دارقطنی کے ایک مقام پر یہ روایت أن تؤم أهل دارها کے بجائے أن تؤم نساء ها کے الفاظ کے ساتھ آئی ہے۔ اور حدیث کا مفہوم اس کے سارے طرق کی روشنی ہی میں متعین ہوتا ہے۔ اسی طرح

الموسوعة الفقهية (کویت) میں بھی یہ روایت أن تؤم نساء أهل دارها کے الفاظ کے ساتھ درج ہے، جس کے لئے انہوں نے سنن ابوداود (۱/۳۹۷) کے اس نسخے کا حوالہ دیا ہے جو عزت عبید دعاس کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ (دیکھئے: موسوعہ مذکورہ: ۶/۲۰۴)

سنن دارقطني کے یہ الفاظ أن تؤم نساء ها اور اور سنن ابوداود کے ایک نسخے کے الفاظ أن تؤم نساء أهل دارها سے، دوسرے طرق کے الفاظ أن تؤم أهل دارها کا مفہوم واضح اور متعین ہوجاتا ہے کہ دار کو محلے یا حویلی کے معنی میں بھی لیا جائے، تب بھی یہی معنی ہوں گے کہ وہ محلے یا حویلی کی عورتوں کی امامت کرائے۔ اس میں مردوں کی شمولیت کا مفہوم تو پھر بھی شامل نہیں ہوگا۔

اور یہ مسئلہ کہ عورت، عورتوں کی امامت کرے، اس کو سوائے چند ایک فقہا کے، سب تسلیم کرتے ہیں، اس لئے کہ اس کا ثبوت حضرت عائشہؓ اور حضرت اُمّ سلمہؓ صحابیات سے ملتا ہے، تاہم اس صورت میں عورت، مرد امام کی طرح، صف کے آگے اکیلی کھڑی نہیں ہوگی بلکہ صف کے درمیان میں کھڑی ہوگی۔

گمراہی اور کج رَوی کی بنیاد، محدثانہ نقطہ نظر سے انحراف ہے

بہرحال حدیث سے استدلال کا وہ طریقہ اختیار کیا جائے جو محدثین کا طریقہ ہے (جو استدلال کا صحیح اور واحد طریقہ بھی ہے) تو اس حدیثِ اُم ورقہؓ سے قطعاً اس بات کا اثبات نہیں ہوتا جسے بے طرح ثابت کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ دراصل جس گروہ کے بھی کچھ ذہنی تحفظات ہوتے ہیں، وہ اپنے ذہنی تحفظات ہی کی روشنی میں حدیث سے اخذ واستفادہ کرتا ہے۔ وہ محدثین کی طرح حدیث کو محض حدیث کے طور پر نہیں مانتا، یعنی اس سے جس مسئلے کا اثبات ہوتا ہے، اگر وہ اس کے ذہنی تحفظات سے متصادم ہوتی ہے تو وہ اس کو تسلیم نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے سارے گروہ نہایت قوی اور صحیح ترین روایات کو تو مسترد کردیتے ہیں اور نہایت گری پڑی روایت کو اپنا لیتے ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ محض اس لئے کہ حدیثِ رسولؐ کو ماننا ان کے پیش نظر نہیں ہوتا بلکہ ان کے اپنے مخصوص مفادات اور ذہنی تحفظات ہوتے ہیں۔ صحیح السند اور قوی روایت اگر ان کے مفروضوں کا ساتھ نہیں دیتی تو وہ مردود، اور کوئی

ضعیف روایت ان کے مفروضوں کو سہارا دینے والی ہو تو وہ مقبول۔ حتیٰ کہ حدیث سے مطلب برآری کی یہ لے یہاں تک بڑھتی ہے کہ کسی حدیث کے ایک جز سے اگر ان کا مقصد پورا ہوتا ہے تو وہ تو صحیح قرار پاتا ہے اور اسی حدیث کا دوسرا جز اگر ان کے مقصد سے ہم آہنگ نہیں ہوتا، تو وہ غلط قرار پاتا ہے، یا پھر اس جز کی کوئی مضحکہ خیز تاویل کر کے اسے بھی اپنے مطلب کا بنانے کی سعی کی جاتی ہے۔

اسی ذہنی تحفظ یا مطلب برآری کا ایک عجیب مظاہرہ 'اشراق' کے مضمون نگار نے بھی کیا ہے۔ دیکھئے سنن دارقطنی کی روایت کے الفاظ أن تؤم نساء ھا محدثین کے طریقے کے مطابق، اس روایت کے دوسرے الفاظ (أھل دارھا وغیرہ) کے مفہوم کو متعین اور واضح کردیتے ہیں۔ لیکن چونکہ مقصود حدیث سے استفادہ اور اس سے ثابت شدہ بات کو ماننا نہیں ہے، بلکہ توڑ مروڑ کر حدیث سے اپنی بات کا اثبات کرنا ہے۔ اس لئے دارقطنی کی اس روایت کو 'اشراق' کے مضمون نگار نے بھی پیش کیا ہے۔ لیکن اس نے ترجمے اور مطلب بیان کرنے میں جو گھپلے کئے ہیں، ملاحظہ فرمائیں۔ پہلے ترجمہ دیکھیں:

> ''اُمّ ورقہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول نے اجازت دے دی تھی کہ اس کے لئے اذان دی جائے اور اقامت کہی جائے اور وہ اپنی عورتوں کی امامت کیا کرتی تھیں۔''
>
> (اشراق: مئی ۲۰۰۵ء، ص ۳۸)

ترجمے کے گھپلے کو سمجھنے کے لئے حدیث کے اصل عربی الفاظ کا سامنے ہونا ضروری ہے۔ الفاظ یہ ہیں: أن رسول اللہ ﷺ أَذِن لھا أن یؤذنَ ویقامَ وتؤمَّ نساء ھا

(الدارقطني: باب في ذکر الجماعة وأھلھا وصفة الامام، حدیث ۱۰۶۹)

اس میں رسول اللہ ﷺ کے تین حکموں کا بیان ہے:

① اس کے لئے اذان دی جائے

② اقامت کہی جائے اور یہ کہ

③ وہ اپنی عورتوں کی امامت کرے۔

یہ اس کا صحیح ترجمہ بھی ہے اور جس سے صحیح مطلب بھی واضح ہو جاتا ہے کہ ان کو اس بات کی اجازت دی گئی تھی کہ وہ اپنی عورتوں کی امامت کرلیا کریں۔ جس سے یہ بات واضح ہو جاتی

ہے کہ ان کی امامت میں مرد نہیں ہوتے تھے، صرف عورتیں ہوتی تھیں۔ لیکن چونکہ مضمون نگار کے پیش نظر تو حدیثِ اُمّ ورقہؓ سے مردوں اور عورتوں کی مشترکہ امامت کا اثبات ہے، اس لئے اس نے پہلے تو ترجمے میں یہ تصرف کیا کہ ''وہ اپنی عورتوں کی امامت کرے۔'' کے بجائے ترجمہ کیا ہے: ''اور وہ اپنی عورتوں کی امامت کیا کرتی تھیں۔''

حالانکہ یہ ترجمہ اس وقت ہوسکتا تھا، جب اس میں کانت کا لفظ ہوتا یعنی وکانت تؤم النساء۔ یہ غلط ترجمہ اس لئے کیا کہ اسے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا حصہ شمار نہ ہونے دیا جائے، حالانکہ یہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان ہی کا ایک حصہ ہے۔ پھر اس غلط ترجمے کے ردّے پر دوسرا ردّہ یہ چڑھایا، مضمون نگار لکھتا ہے:

> ''اس روایت کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ وہ اپنی عورتوں کی امامت کیا کرتی تھی۔ یہ دارقطنی کے اپنے الفاظ ہیں، حدیث کے الفاظ نہیں۔ یہ ان کی اپنی رائے ہے، سنن دارقطنی کے علاوہ حدیث کی کسی کتاب میں یہ اضافہ نہیں۔ اس لئے اس اضافے کو بطورِ دلیل پیش نہیں کیا جاسکتا۔'' (اشراق، لاہور: مئی ۲۰۰۵ء، ص ۳۸،۳۹)

یعنی مسئلہ زیر بحث میں جو الفاظ نص قطعی کی حیثیت رکھتے ہیں، پہلے اس کا ترجمہ غلط کیا، تاکہ اسے رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے الگ باور کرایا جاسکے، پھر اس پر دوسرا ردّہ یہ چڑھایا کہ یہ ''دارقطنی کے اپنے الفاظ ہیں، حدیث کے نہیں۔'' تیسرا ردّہ یہ چڑھایا کہ ''یہ ان کی اپنی رائے ہے۔'' چوتھا ردّہ کہ یہ ''اضافہ ہے جو دارقطنی کے علاوہ حدیث کی کسی کتاب میں نہیں ہے۔'' اور پھر ٹیپ کا بند، جو اصل مقصود ہے:

> ''اس لئے اس اضافے کو بطور دلیل پیش نہیں کیا جاسکتا۔'' (حوالہ مذکور)

سبحان اللہ، ماشاء اللہ! کیا خوب استدلال ہے، سب کچھ اپنی طرف سے۔ پہلے اپنے ذہن میں ایک نظریہ قائم کیا کہ عورت کا مردوں کی امامت کرنا جائز ہونا چاہئے۔ پھر جن الفاظ سے اس نظریے کی بیخ کنی ہوتی تھی، ان کا ترجمہ غلط کیا اور انہیں فرمانِ رسول ﷺ ماننے سے انکار کردیا، اور ان کو بلا دلیل امام دارقطنی کا اضافہ قرار دے کر اسے مسترد کردیا اور قطعی اعلان کردیا کہ اس اضافے کو بطورِ دلیل پیش نہیں کیا جاسکتا۔ حالانکہ یہ سارے دعوے غلط اور یکسر بے بنیاد ہیں۔ ان الفاظ کا وہی ترجمہ صحیح ہے جو ہم نے کیا ہے کیونکہ یہی دیگر احادیث مبارکہ اور عربی

قواعد کی رو سے درست بنتا ہے، اور یہ الفاظ نبی ﷺ ہی کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے ہیں، یہ امام دارقطنیؒ کے الفاظ نہیں ہیں، نہ یہ کوئی اضافہ ہے، بلکہ نفس مسئلہ میں نص قطعی اور دلیل واضح کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ نظر بھی محدثانہ ہو، منہج بھی محدثانہ ہو اور مقصد بھی محدثانہ ہو۔ یعنی حدیث میں اپنے نظریے کو گھسیڑ نا نہیں، بلکہ حدیث کی روشنی میں ہر بات کو سمجھنا اور نظریہ قائم کرنا ہو۔ ورنہ وہی بات ہوگی۔

ع دیدۂ کور کو کیا آئے نظر، کیا دیکھے!!

فتنۂ امامتِ زن کی بانی و محرک اور اس کا کردار، حقائق کی روشنی میں

اس کے بعد 'اشراق' کے مضمون نگار نے بعض فقہا کے اقوال امامتِ زن کے جواز میں نقل کیے ہیں اور اس میں بھی گھپلے کیے ہیں، لیکن حضرت اُمّ ورقہؓ کی حدیث اور اس سے استدلال کی حقیقت واضح کرنے کے بعد ہم اقوالِ فقہا پر بحث کو ضروری نہیں سمجھتے۔ تاہم فتنۂ امامتِ زن کے برپا کرنیوالوں کی بابت اور بہت سی باتیں نہایت مستند ذرائع سے سامنے آئی ہیں۔ ہم چاہتے ہیں، وہ بھی پیش کردی جائیں تاکہ اس تحریک کا سارا کچا چٹھا سامنے آجائے۔

ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری ڈائریکٹر اسلامی سینٹر، کنکٹی کٹ، اسٹمفرڈ، امریکہ لکھتے ہیں:

"عورت کی امامت اور مسجد میں مردوں کے شانہ بشانہ عورتوں کی نماز کی تحریک کی اصل محرکہ اور روحِ رواں مارگن ٹاؤن ویسٹ ورجینیا کی ایک نام نہاد مسلمان اسریٰ نعمانی ہے۔ چار سال قبل اسریٰ نعمانی نے عورت کی امامت کے فتنے کی بنیاد اس طرح رکھی کہ وہ اپنی چند ہم خیال عورتوں کو لے کر مارگن ٹاؤن ویسٹ ورجینیا کی مسجد میں گھس گئی اور ان عورتوں نے مطالبہ کیا کہ اُنہیں مردوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے۔ مسجد کی انتظامیہ نے اُنہیں مردوں کے پیچھے کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کی اجازت دے دی لیکن مردوں کے ساتھ کھڑے ہوکر نماز پڑھنے سے منع کردیا۔ اسریٰ نعمانی یہ معاملہ عدالت تک لے گئی، عدالت نے اسریٰ نعمانی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ اس عدالتی فیصلے کے بعد اسریٰ نعمانی اور اس کے ساتھیوں کا یہ طریقۂ کار ہے کہ وہ اعلان کردیتے ہیں کہ وہ فلاں فلاں دن فلاں مسجد میں مخلوط نماز پڑھیں گے، پھر اس دن وہ اس مسجد میں گھس جاتے ہیں، باہر پولیس، ان کے تحفظ کے لئے موجود ہوتی ہے...... اس اسریٰ نعمانی کے ساتھ ایسے ایسے واقعات و حقائق

منسوب ہیں کہ جن کو بیان نہ کرنا ہی بہتر ہے لیکن وہ پوشیدہ نہیں ہیں۔''

(ماہنامہ 'تعمیر افکار' کراچی: ص۴۰،۴۱، مئی ۲۰۰۵ء)

❁ ہفت روزہ 'ندائے ملت' لاہور کے ایک مضمون نگار نے ۳۱/ مارچ ۲۰۰۵ء کے شمارے میں ایک تفصیلی مضمون شائع کیا ہے جس میں اسریٰ نعمانی کی بابت بتلایا گیا ہے کہ یہ سی آئی اے، اسرائیل اور موساد کی ایجنٹ ہے اور ڈینیل پرل (امریکی صحافی) کے ساتھ مل کر بھی اس نے پاکستان میں پاکستانی مفادات کے خلاف کام کیا ہے جس کے دستاویزی ثبوت اس مضمون میں شامل ہیں۔ ہم ان تفصیلات سے گریز کرتے ہوئے اس شمارے سے صرف وہ دس سوالات یہاں نقل کرتے ہیں جو مضمون نگار نے اسریٰ نعمانی کو بھیجے ہیں، لیکن ابھی تک اس کی طرف سے ان کا جواب نہیں آیا، البتہ اتنا جواب اس نے دیا ہے کہ مجھے آپ کے سوالات مل گئے ہیں اور میں ان کا جواب تیار کررہی ہوں۔ یہ سوالات آپ بھی ملاحظہ فرمائیں، دیگر تفصیلات کے لئے مذکورہ شمارہ ملاحظہ فرمائیں۔

① کیا آپ 'اللہ' اور 'قرآن' کی تشریح کرسکتی ہیں؟

② عام مسلمان خواتین تو اپنے والد، بھائیوں اور خاوند سے یہ مطالبہ نہیں کرتیں کہ وہ ان کے ساتھ مساجد میں نماز پڑھنا چاہتی ہیں، لیکن آپ کی سوچ اور جدوجہد اس سے مختلف ہے، آپ اس کی کچھ وضاحت کریں گی؟

③ آپ کی جدوجہد اور کوششوں کے بارے میں یہ رائے بنتی ہے کہ اس کی ڈائریکشن ٹھیک نہیں ہے، آپ کا اس سلسلے میں موقف کیا ہے؟

④ کیا آپ سمجھتی ہیں کہ آپ کی جدوجہد کی روشنی میں مسلمان خواتین کی سوچ تبدیل ہوسکتی ہے۔ اگر آپ اسے ممکن سمجھتی ہیں تو یہ کیسے کریں گی؟

⑤ آپ کی کوششوں اور 'جدوجہد' کو دیکھتے ہوئے بہت سے 'کھلے ذہن' کے لوگ آپ کے ساتھ مل گئے ہوں گے، کیا آپ ان کے نام بتاسکتی ہیں؟

⑥ علماے دین نے آپ کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا ہے، اس بارے میں کچھ کہنا چاہیں گی؟

ے کیا آپ شادی شدہ ہیں؟ اگر نہیں تو براہِ کرام اس بات کا جواب دیجئے کہ آپ کے بچے کی پیدائش ناجائز نہیں؟ ان سوالات کی بابت مضمون نگار نے لکھا ہے:

''اسریٰ نعمانی نے ان سوالات کے جوابات دینے کا وعدہ کیا ہے، جیسے ہی ان کا موقف موصول ہوا، شائع کردیا جائے گا۔'' (ہفت روزہ 'ندائے ملت' لاہور، ۳۱ مارچ ۲۰۰۵ء، ص ۱۱)

ندائے ملت کے اسی شمارے میں مخلوط نماز کی امامت کا فوٹو بھی شائع ہوا ہے، جس میں یہ اسریٰ نعمانی پینٹ شرٹ میں ملبوس کھلے بالوں کے ساتھ نمایاں ہے۔ ھداھا اللہ وإمامھا

اس کے بعد 'ندائے ملت' میں ایک اور مضمون شائع ہوا ہے، یہ سارا مضمون ہی قابل مطالعہ ہے، علاوہ ازیں اس میں اس کی جدوجہد کے وہ دس نکتے بھی شامل ہیں جو عورتوں کے 'اسلامی حقوق' کے پُرفریب عنوان پر اس نے مرتب کئے ہیں۔ مقبول ارشد صاحب کے تحریر کردہ اس مضمون کے اہم اقتباسات بھی ملاحظہ فرمائیں:

اسریٰ نعمانی کا کھیل بے نقاب ہوگیا!!

امریکہ میں نمازِ جمعہ کے مخلوط اجتماع کی امامت کرکے 'شہرت' حاصل کرنے والی بھارتی نژاد خاتون اسریٰ نعمانی کے 'کھیل' کی حقیقت اب کھل کر سامنے آگئی ہے۔ ڈینیل پرل کیس میں ایک ملزمہ کے طور پر سامنے آنے اور پاکستان کے مفادات کے خلاف کام کرنے والی اسریٰ نعمانی اگرچہ اب یہ کوشش کررہی ہے کہ کسی طرح امریکہ کے دیگر شہروں میں بھی خاتون کی امامت میں ہی نمازِ جمعہ کے مخلوط اجتماعات کروائے جائیں، لیکن اس ایک واقعہ سے ہی لگتا ہے کہ اسریٰ نعمانی جو بظاہر اسلامی تعلیمات میں تبدیلیوں کے لئے کوششیں کررہی ہے، درحقیقت کیا عزائم رکھتی ہے؟

نیویارک سٹی کے ایک چرچ میں ادا کی جانے والی نماز جمعہ کے موقع پر اسریٰ نعمانی کے 'کھیل' کا بھانڈہ اس وقت پھوٹ گیا جب وہاں اسریٰ نعمانی سے یہ پوچھا گیا کہ معمول کی اپنی زندگی میں جمعہ کے علاوہ ایک دن میں فرض کی گئی پانچ نمازوں میں سے کتنی نمازیں پڑھتی ہیں؟ اسریٰ نعمانی اس سوال کا کوئی جواب نہ دے سکی اور غصے کی حالت میں اس نے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ اسریٰ نعمانی کے بارے میں اور بھی بہت سے دلچسپ اور انکشاف انگیز حقائق

www.KitaboSunnat.com

سامنے آئے ہیں جو اس کی سرگرمیوں اور عزائم سے پردہ اٹھاتے ہیں۔

اسریٰ نعمانی کے بارے میں بعض ذرائع یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ اس کا اصل نام قرۃ العین نعمانی ہے۔ تین سال کی عمر میں اس کے والد ظفر نعمانی اسے لے کر امریکی ریاست ورجینیا آ گئے تھے جہاں اُنہوں نے جنوبی ورجینیا کی ایک یونیورسٹی میں پڑھنا شروع کر دیا۔ اسریٰ نعمانی نے بھی بعد میں اسی یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی۔ اسریٰ یونیورسٹی لائف کے دوران اور بعدازاں ایک صحافی کی حیثیت سے اپنے کیریئر کے دوران اپنی روشن خیالی اور کھلے ڈھلے ماحول کی وجہ سے جانی جاتی ہے۔ صحافتی کیریئر کے آغاز میں ہی اس نے افغانستان، تاجکستان اور بھارت کے دورے کئے۔ پاکستان جب وہ پہلی دفعہ آئی تو اس نے اپنے آپ کو ایک طالب علم ظاہر کیا، تاہم یہاں اس کی آمد کا مقصد پاکستان کے مذہبی اور جہادی گروپوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا تھا۔ اس کام میں اس کی مدد اسرائیل کے دوروں کے حوالے سے مشہور ایک مذہبی رہنما نے کی۔ ذرائع کے مطابق اسریٰ نعمانی نے لاہور میں اپنے ایک انکل اطہر نعمانی کے گھر قیام کیا جن کی رہائش علامہ اقبال ٹاؤن میں ہے اور وہ واپڈا کے ایک اعلیٰ ریٹائرڈ افسر ہیں۔ لاہور میں قیام کے بعد اسریٰ کراچی چلی گئی۔

اسریٰ نعمانی کے بارے میں جو مزید انکشاف انگیز حقائق معلوم ہوئے، ان میں بعض باتیں ایسی ہیں جنہیں اخلاقیات کے پیش نظر تحریر بھی نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم اسریٰ نعمانی کے بارے میں یہ باتیں ضرور قارئین کو بتاتے چلیں کہ مسلمان خواتین کی امامت کرنے والی یہ آزاد خیال خاتون تمام مسلم اور غیر مسلم خواتین کے لئے ہم جنس پرستی، شادی کے بغیر تعلقات، اسقاطِ حمل اور جنسی تجربات کی حامی ہے اور ناجائز بچے کی پیدائش کے بعد یہی حقوق حاصل کرنے کی جدوجہد کررہی ہے۔ اسریٰ نعمانی خود اس بارے میں کہتی ہے کہ اس کی جدوجہد خواتین کو بیڈ روم میں اسلامی حقوق دلانے کے لئے ہے۔ اسریٰ کا اس حوالے سے کہنا ہے:

> "I offer two charters of Muslim justice...... an Islamic bill of rights for women in mosques and an Islamic bill of rights for women in the Bedroom."

''میں مسلمانوں کے انصاف کے دو منشور پیش کرتی ہوں: ایک مساجد میں خواتین کے حقوق

www.KitaboSunnat.com

کا اسلامک بل اور ایک بیڈ روم میں خواتین کے حقوق کا اسلامک بل۔''

ان اُمور کی وضاحت کرتے ہوئے اسریٰ نے دس ایسی وجوہات بیان کی ہیں جو اس کی خواتین کیلئے 'جدوجہد' کو بے نقاب کرتی ہیں:

① Women have an Islamic right to respectful and pleasurable sex ual experience.

② Women have an Islamic right to make independent decisions about their bodies, including the right to say no to sex.

③ Women have an Islamic right to make independent decisions about their partner, including their right to say no to a husband marrying a second wife.

④ Women have an Islamic right to make independent decisions about their choice of a partner.

⑤ Women have an Islamic right to make independent decisions about contraception and reproduction.

⑥ Women have an Islamic right to protection from physical, emotional and sexual abuse.

⑦ Women have an Islamic right to sexual privacy.

⑧ Women have an Islamic right to exemption from criminalization or punishment for consensual adult sex.

اسریٰ نعمانی کے ان خیالات اور خواتین کے حقوق کے لئے جدوجہد کی کوششوں کی حقیقت سامنے آنے سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسریٰ نعمانی کا اصل ایجنڈا کیا ہے؟ وہ خواتین کے جن حقوق کے لئے جدوجہد کررہی ہے اس کے پیچھے کون لوگ ہیں؟

اسریٰ نعمانی اور ڈاکٹر امینہ ودود ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اسلام کی جو تصویر پیش کررہی ہیں، اس سے مسلم کمیونٹی میں شدید جذبات پائے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر امینہ ودود نے نمازِ جمعہ کی امامت کے دوران عربی میں پڑھے جانے والے خطبہ کی کتاب اپنے پاؤں میں رکھ دی۔ اسریٰ نعمانی نے اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ خواتینکو مسجد میں داخل ہونے کا، صف

میں بیٹھنے کا اور منبر پر کھڑے ہونے کا حق ہے اور ان حقوق کے لئے کوششیں کی جائیں گی۔
اسریٰ نعمانی مغربی ایجنڈے کو آگے بڑھاتے اور مسلم کمیونٹی کے جذبات کو کسی خاطر میں نہ لاتے ہوئے اپنی سی کوششیں کررہی ہے، تاہم اب اس کی پُر اسراریت بے نقاب ہونا شروع ہوگئی ہے۔ (روزنامہ 'ندائے ملت' لاہور: ۷/اپریل ۲۰۰۵ء)

'ندائے ملت' کے مضمون نگار نے اسریٰ نعمانی کے جن دس نکات کا انگریزی متن نقل کیا ہے، اُنہوں نے اس کا اُردو ترجمہ نہیں دیا ہے، ہم ذیل میں اس کا ترجمہ بھی دے رہے ہیں:

① عورتوں کا یہ اسلامی حق ہے کہ ان کے جنسی تعلق احترام پر مبنی اور خوش کن ہوں۔
② عورتوں کا یہ اسلامی حق ہے کہ وہ اپنے جسم کے بارے میں اپنی مرضی سے فیصلے کریں اور اس میں ہم بستری سے انکار کرنے کا حق بھی شامل ہے۔
③ عورتوں کا اسلامی حق ہے کہ وہ اپنے شریکِ حیات چننے کے بارے میں بااختیار ہوں اور انہیں شوہر کو دوسری شادی سے روکنے کا حق بھی حاصل ہو۔
④ عورتوں کا اسلامی حق ہے کہ وہ اپنے شریکِ حیات کے انتخاب کے بارے میں مستقل طور پر خود مختار فیصلہ کرسکیں۔
⑤ مانع حمل ادویات استعمال کرنے اور بچے جننے کے بارے میں عورت کو فیصلہ کرنے کا اختیار بھی ملنا چاہئے۔
⑥ عورتوں کا اسلامی حق ہے کہ انہیں جسمانی، جذباتی اور جنسی استحصال سے تحفظ حاصل ہو۔
⑦ عورتوں کا اسلامی حق ہے کہ انہیں جنسی امور میں پرائیویسی حاصل ہو۔
⑧ عورتوں کا اسلامی حق ہے کہ اُنہیں بلوغت پر باہمی رضا مندی سے ہم بستری کی صورت میں مجرم بنائے جانے یا سزا یابی سے استثنا کا حق حاصل ہو۔
⑨ عورتوں کا اسلامی حق ہے کہ انہیں بدگوئی اور تضحیک وتوہین سے تحفظ حاصل ہو۔
⑩ عورتوں کا اسلامی حق ہے کہ اُنہیں جنسی صحت کے اہتمام اور جنسی تعلیم کا حق حاصل ہو۔

ان ساری دفعات کو دیکھ لیں کہ ان میں کوئی بھی ایسی بات ہے کہ جس کا تعلق واقعی مسلمان عورت کی معاشرتی زندگی کی بہتری سے ہو؟ یا مسلمانوں کی دین سے بے خبری کی وجہ

www.KitaboSunnat.com

سے مسلمان عورت کو جن ابتلاؤں سے دوچار ہونا پڑتا ہے، ان کا کوئی حل ان میں ہو؟ یا ان سے ان کا معاشرتی رتبہ بلند ہوسکتا ہو؟ ان میں سے کوئی ایک بات بھی ان میں نہیں ہے۔ ان دفعات میں سارا زور اس امر پر دیا گیا ہے کہ مسلمان عورت بھی مغرب کی حیا باختہ عورت کی طرح آزاد ہو، وہ خود ہی تجربے کرکے اپنے شریکِ حیات کا انتخاب کرے، اور اس کے بعد بھی اس کا شریکِ حیات (پارٹنر) اس کے ماتحت رہ کر اپنا وقت گزارے۔ حتیٰ کہ وہ بدکاری کا ارتکاب بھی کرلے، تو اسے مستوجبِ سزا نہ ٹھہرایا جائے کیونکہ پاکدامنی کا تصور اب فرسودہ ہوگیا ہے اور یہ روشن خیالی کا دور ہے جس میں دیدارِ یار ہی کا اِذنِ عام نہیں، بلکہ شادی سے بھی پہلے سب کچھ کرنے کا حق ہے۔ اسی طرح عورت کو یہ حق بھی حاصل ہو کہ وہ اپنی مرضی سے جتنے چاہے بچے پیدا کرے، بچوں کی پیدائش کے بجائے اس کی صحت زیادہ عزیز ہونی چاہئے۔ علاوہ ازیں اسے یہ حق بھی ہو کہ وہ خاوند کو دوسری شادی کرنے کی اجازت نہ دے۔

ستم بالائے ستم یہ ہے کہ مغرب کے ان تصورات کو، جو اسلامی تعلیمات کے یکسر خلاف، بے حیائی اور بدکاری کی کھلی چھوٹ کے مترادف اور مسلمان عورت کی عزت و وقار کے منافی ہیں، انہیں 'اسلامی حقوق' باور کرایا جارہا ہے، فإنا لله وإنا إليه راجعون

خرد کا نام جنوں رکھ دیا اور جنوں کا خرد جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے!

نام نہاد مسلمانوں کی وہ نسل نو، جو مغربی ماحول کی پروردہ، انہی کے تعلیمی اداروں کی پرداختہ اور انگریزوں ہی کی بوائے فرینڈ یا گرل فرینڈ ہے، ان میں سے بعض مردوزن کا اس فتراک کا نخچیر بن جانا، اس دامِ ہم رنگ زمین کا شکار ہوجانا اور استعمار کی اس سازش میں پھنس جانا، زیادہ ناقابل فہم نہیں ہے کہ وہ تو اسلام اور اس کی تعلیمات سے یکسر ناآشنا ہیں۔ لیکن ان مذہبی خرقہ پوشوں کو کیا کہئے جو تمام فقہاے اُمت سے زیادہ اپنے آپ کو 'فقیہ'، تمام مفسرین اُمت سے زیادہ اپنے آپ کو 'مفسر' اور تمام علماے اُمت سے زیادہ اپنے آپ کو 'عالم' اور تمام محققین اُمت سے زیادہ اپنے آپ کو 'محقق' سمجھتے ہیں کہ وہ بھی اس گروہِ ناہنجار کی حمایت میں آستین چڑھا کر میدان میں نکل آئے ہیں۔ اس گروہ کے اس رویے ہی سے بہ آسانی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس کی اس 'تحقیق' کے پس پشت کیا مفادات کارفرما ہیں اور ان کی یہ 'فقاہت' ان کے کس ذہن کی غماز ہے؟ ع ہم اگر عرض کریں تو شکایت ہوگی!!

www.KitaboSunnat.com